بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کا مختصر ذکر خیر

ذوالنورین رضی اللہ عنہ

مؤلف
ابو کلیم فانی

ناشر: جماعت رضائے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم (رجسٹرڈ پاکستان) خانیوال

بفیضان کرم

جامع شریعت وطریقت، شیخ التفسیر والحدیث

حضرت مولانا مفتی

محمد اشفاق احمد رضوی مدظلہٗ

بیرون جات کے حضرات 5 روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر
درج ذیل پتہ سے حاصل کریں

المجید جیولرز

فریدی مارکیٹ، بلاک نمبر 4، خانیوال
محمد شکیل اختر رضوی

خالق کائنات ارشاد فرماتا ہے:

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا (الزمر پ۲۳/۹)

کیا وہ جسے فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گزریں سجود میں اور قیام میں۔

(ترجمہ کنز الایمان)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے مراد حضرت سیدنا عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

حلیۃ الاولیاء ص ۵۶ جلد اول

(از احمد بن عبداللہ بن احمد اصبہانی م ۴۳۰ھ)

زاہد مسجد احمدی پر دُرود
دولتِ جیشِ عُسرت پہ لاکھوں سلام
دُرِّ منثور قرآن کی سلک بھی
زوجِ دو نور عفت پہ لاکھوں سلام
یعنی عثمان صاحب قمیصِ [1] ہدیٰ
حلّہ پوشِ شہادت پہ لاکھوں سلام

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز

[1] اس شعر میں درج ذیل حدیث کی طرف اشارہ ہے۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک بار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پیش گوئی کے طور پر فرمایا کہ اے عثمانؓ! امید ہے کہ تجھے اللہ ایک قمیص (یعنی قمیص خلافت) پہنائیں گے۔ اگر لوگ اس قمیص کو تجھ سے اتارنا چاہیں تو ان کے کہنے پر قمیص نہ اتارنا۔ (مشکوٰۃ باب مناقب عثمان رضی اللہ عنہ)۔

سخن اوّل

ہمارے دیار میں ربیع الثانی کے مہینے میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد میں ان کا یوم بڑے تزک واحتشام سے منایا جاتا ہے، جلسے اور محافل منعقد ہوتی ہیں جن میں ان کی سیرت وکردار اور کارہائے نمایاں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ اس کے برعکس دیگر خلفائے راشدین اور خصوصاً حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے یوم پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ ان کی سیرت وکردار، بلند ہمتی اور اولوالعزمی کو اجاگر کرنے کیلئے کوئی پروگرام مرتب نہیں کیا جاتا۔

انہی حالات وواقعات کو پیش نظر رکھتے ہوئے برخوردار محمد شکیل اختر رضوی نے اپنی دلی خواہش ظاہر کی کہ حضرت سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے متعلق کوئی مختصر اور جامع رسالہ تحریر کرنا چاہیئے تاکہ عوام الناس اس کو پڑھ کر ان کے مقام وکردار اور سیرت سے روشناس ہوسکیں۔ موصوف کے نیک ارادوں کو عملی جامہ پہناتے ہوئے زیر نظر رسالہ احاطہ تحریر میں لایا گیا ہے جو کہ دو ابواب پر مشتمل ہے

باب اوّل: اس میں اسم گرامی، حسب ونسب اور مقام سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر بحث کی گئی ہے

باب دوم: اس میں آپ کے عہد حکومت، فتوحات، بغاوتوں اور آپ کی شہادت کے اسباب واقعات بیان کئے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کوشش وسعی کو مقبول ومنظور فرما کر ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

ابوکلیم فانی

۱۳/اگست ۲۰۰۴ء/۱۴۲۵ھ

باب اوّل

☆......اسم گرامی

☆......حسب ونسب

☆......مقام سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسوله الکریم ط

امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلفائے راشدین میں سے ایک خلیفۂ راشد ہیں اور جمہور امت مسلمہ میں سے شیخین کریمین (حضرت ابوبکر، حضرت عمر رضی اللہ عنہما) کے بعد تیسرے مقام پر فائز ہیں۔ اور لاتعداد اوصاف حمید کے حامل ہیں۔ امانت، دیانت، سخاوت، صداقت، حیاء، صلہ رحمی ایسی صفات سے متصف اور کامل واکمل ہیں اور ان کے یہ اوصاف و کمالات مسلمات میں سے ہیں جن کا انکار موجب گمراہی اور خسارہ آخرت ہے۔ اور آپ کا شمار ان عشرہ مبشرہ صحابہ میں ہوتا ہے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں جنت کی بشارت دی۔

اسم گرامی اور سلسلہ نسب

آپ کا نام نامی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور سلسلہ نسب یوں ہے۔

عثمان بن عفان بن ابوالعاص بن امیہ بن عبدالشمس بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب (قرشی اموی)۔

(رواہ الطبرانی فی الکبیر، جمع الفوائد ص ۳۶۱، جلد ۲، تاریخ الخلفاء ص ۲۳۱)

عہد جاہلیت میں آپ کی کنیت ابوعمر تھی اور عہد اسلام میں جب حضرت رقیہ (بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے بطن سے آپ کے یہاں فرزند عبداللہ پیدا ہوئے تو آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہوگئی۔

ولادت

آپ عام الفیل کے ۶ برس بعد پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدشمس تھا۔ حضرت عثمان کی والدہ ماجدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔

(جمع الفوائد ص ۳۶۱ جلد ۲) (مدارج النبوۃ ص ۹۱۶ جلد ۲) (تاریخ الخلفاء ص ۲۳۱)

قبول اسلام

ابن اسحاق (متوفی ۱۵۰ھ) لکھتے ہیں کہ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی، حضرت زید بن حارثہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے بعد اسلام قبول کیا۔ طلوع اسلام کے وقت آپ کی عمر ۳۴ سال تھی

(مدارج النبوۃ ص ۹۱۶ جلد ۲) (تاریخ الخلفاء ص ۲۳۳)

ذوالنورین کی وجہ تسمیہ

آپ کی شادی قبل نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ سے ہوئی۔ جنگ بدر کے دن آپ کا انتقال ہوا۔ حضرت رقیہ کے بعد ان کی دوسری بہن ام کلثوم سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عقد کر دیا۔ ام کلثوم کا انتقال مدینہ منورہ میں ۹ھ میں ہوا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان رضی اللہ عنہ سے مسجد کے دروازے کے قریب ملاقات کی اور فرمایا، جبریل نے مجھے بتلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ام کلثوم کا نکاح تم سے فرمایا ہے۔ اور مہر جو رقیہ کا تھا وہی ہے۔

(سنن ابن ماجہ "مترجم" ص ۶۴ جلد اوّل)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کو یہ فخر حاصل نہیں کہ یکے بعد دیگرے کسی نبی کی دو بیٹیاں نکاح میں آئی ہوں اس مناسبت سے آپ کا لقب ذوالنورین تھا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں دریافت کیا گیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ ایسی ہستی ہیں جو ملاء اعلیٰ میں ذوالنورین کے لقب سے مشہور ہیں اور ان کے نکاح میں (یکے بعد دیگرے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو صاحبزادیاں دی ہیں۔

(رواہ ابن عساکر، تاریخ الخلفاء ص ۲۳۲)

حلیہ مبارک

محدث ابن عساکر نے چند طرق سے آپ کا حلیہ اس طرح بیان کیا ہے۔

آپ درمیانی قد کے خوبرو شخص تھے، رنگ میں سفیدی کے ساتھ سرخی شامل تھی۔ چہرے پر چیچک کے داغ تھے۔ داڑھی بہت گھنی تھی، جسم کی ہڈیاں چوڑی تھیں، پنڈلیاں بھری ہوئی تھیں، ہاتھ لمبے تھے جن پر بال کافی تھے، سر کے بال گھنگروالے تھے، زرد رنگ کا خضاب کرتے تھے موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بہت زیادہ حسین تھے۔

(رواہ ابن عساکر، تاریخ الخلفاء ۲۳۲)

قبول اسلام پر مصائب وآلام

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کے چچا حکم بن ابی العاص نے آپ کو پکڑ کر ایک کمرے میں بند کر دیا اور کہنے لگا تم نے آبائی مذہب ترک کر کے ایک نیا مذہب اختیار کر لیا ہے۔ جب تک اس کو نہیں چھوڑو گے میں تمہیں آزاد نہیں کروں گا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا۔ چچا خدا کی قسم! میں مذہب اسلام کو نہیں چھوڑوں گا اور اس دولت سے کبھی دستبردار نہیں ہوں گا اس طرح آپ کے چچا نے جب آپ کو اسلام پر مستحکم اور مستقل پایا تو مجبور ہو کر قید و بند سے آزاد کر دیا

(ابن سعد بروایت محمد بن ابراہیم)

(مدارج النبوۃ ص ۹۱۶ جلد ۲)

ہجرت اوّل

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رویات ہے کہ مسلمانوں میں سے سب سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بیوی بچوں کے ساتھ حبشہ کی جانب ہجرت فرمائی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے یوں دعا فرمائی کہ ”اللہ تعالیٰ ان دونوں میاں بیوی کے ساتھ ہو“۔

(رواہ ابو یعلیٰ بحوالہ تاریخ الخلفاء ص ۲۳۲)

غزوات میں شمولیت

غزوہ بدر کے علاوہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔

غزوہ احد، غزوہ بنونضیر، غزوہ خندق، جنگ خیبر اور جنگ حنین میں آپ برابر کے شریک رہے۔

حضرت عثمان غنی اور علم حدیث

آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سو چھیالیس احادیث روایت کی ہیں۔

حضرت زید بن خالد جہنی، ابن زبیر، سائب بن یزید، انس بن مالک، زید بن ثابت، سلمہ بن اکوع، ابوامامہ باہلی، ابن عباس، ابن عمر، عبداللہ بن مغفل، ابوقتادہ اور ابو ہریرہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اور بعض دوسرے صحابہ نے ان سے احادیث کی روایت کی ہے۔

ابن سعد نے عبدالرحمن بن حاطب سے روایت کی ہے کہ میں نے سوائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اصحاب رسول میں سے اور کسی شخص کے بارے میں نہیں سنا کہ وہ ان کی طرح صحت و عمدگی کے ساتھ احادیث کو بیان کرتا ہو۔ آپ پر احادیث کی ہیبت کا بہت اثر ہوتا تھا۔

محمد بن سیرین تابعی (متوفی ۱۱۰ ھ) رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مناسک حج کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ اور آپ کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ واقف تھے۔

(تاریخ الخلفاء ص ۲۳۲)

سیرت و کردار

آپ حافظ قرآن تھے اور کتابت وحی[1] کی خدمات بھی انجام دیتے رہے۔ حلم، حیاء، تواضع اور درگزر میں ممتاز درجہ رکھتے تھے، خود آنحضرت بھی آپ کے شرم و حیاء کا خیال رکھتے تھے۔ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت تھی۔ صاحب ثروت ہونے کے ساتھ ساتھ فیاضی میں بھی بے مثل تھے۔ ہر ہفتے ایک غلام آزاد کرتے تھے۔

عبداللہ رومی کا بیان ہے کہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو اٹھ کر خود ہی وضو کا سامان فراہم کر لیتے تھے، لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کسی غلام کو بیدار کر لیا کریں تاکہ وہ یہ انتظام کر دیا کرے تو آپ نے فرمایا کہ میں یہ مناسب نہیں سمجھتا کیونکہ رات کو تو وہ بھی آرام کرتے

[1] مدارج النبوۃ حصہ دوم ص ۹۱۶ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

ہیں۔

(تاریخ الخلفاء ص ۲۵۴)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب سے میں نے رسول اللہ سے بیعت کی اس وقت سے نہ میں نے گانا گایا اور نہ اس کی تمنا کی اور نہ میں نے عضو مخصوص کو دائیں ہاتھ سے چھوا۔

(جمع الفوائد ص ۲ ۶ ۳، جلد ۲)

(عوارف المعارف از شیخ شہاب الدین سہروردی م ۶۳۲ ھ، ص ۲۴۱ طبع لاہور)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رہن سہن اور غذا کا معیار نہایت اعلیٰ تھا۔ خدا کی عطا کردہ نعمتوں سے انہوں نے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق عمدہ لباس پہنتے، اعلیٰ مکان اور اچھے ماحول میں رہتے۔ اچھی خوراک استعمال کرتے یہ سب کچھ ان کے ذاتی مال سے خرچ ہوتا تھا۔

علامہ محمد بن سعد طبقات میں لکھتے ہیں:

''گو آپ اچھے کپڑے پہنتے تھے لیکن ان میں تکلفات کا دخل نہیں ہوتا تھا۔ ایسے کپڑوں سے نہایت پرہیز کرتے جن سے مزاج میں غرور و تکبر، نخوت اور خود بینی کا مادہ پیدا ہو''۔

مقام عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ احادیث نبویہ کی روشنی میں

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب آتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لباس مبارک کو ٹھیک کر لیتے اور فرماتے کہ میں اس سے کس طرح شرم نہ کروں جس سے فرشتے بھی شرم کرتے ہیں۔

(مسلم کتاب المناقب، بخاری کتاب المناقب)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم حرا (پہاڑ) پر تشریف فرما تھے، پہاڑ نے حرکت کی تو نبی صلی اللہ نے فرمایا ٹھہر جا تجھ پر نبی، صدیق اور شہید کے سوا کوئی نہیں۔

(ترمذی ابواب المناقب ص ۲۰۷ جلد ۲)

☆ حضرت عبدالرحمٰن خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں بارگاہ نبوی میں حاضر تھا کہ آنحضرت عسرت[1] کے متعلق لوگوں کو ترغیب دے رہے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر عرض کیا! یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ کے راستے میں سو اونٹ مع پالان میرے ذمہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ترغیب دلائی تو حضرت عثمان پھر اٹھے اور عرض کیا، یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کے راستے میں دو سو اونٹ مع پالان میرے ذمہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تیسری مرتبہ ترغیب دلائی تو حضرت عثمان پھر اٹھے اور عرض کیا، میرے ذمہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں تین سو اونٹ۔ حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لائے آپ فرما رہے تھے اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جو عمل بھی کریں ان پر کوئی حرج نہیں۔

(ترمذی ابواب المناقب ص ۲۰۳ جلد ۲) (جمع الفوائد ۳۶۲ جلد ۲)

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک جنازہ لایا گیا تا کہ آپ اس پر نماز جنازہ پڑھائیں، لیکن آپ نے نماز جنازہ نہ پڑھی، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! اس سے پہلے ہم نے آپ کو کسی کی نماز جنازہ چھوڑتے نہیں دیکھا، آپ نے فرمایا یہ شخص حضرت عثمان سے بغض رکھتا تھا تو اللہ تعالیٰ کا مبغوض ہوا۔

(ترمذی ابواب المناقب ص ۲۰۸ جلد ۲) (جمع الفوائد ۳۶۳ جلد ۲)

☆ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضوان کا حکم فرمایا، اس وقت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کی حیثیت سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تھے۔ لوگوں نے بیعت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! حضرت عثمان اللہ اور اس کے رسول کے کام میں ہیں۔ یہ فرماتے ہوئے آپ نے ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے، رسول کا دست مبارک لوگوں کے اپنے

[1] غزوہ تبوک کو غزوہ عسرت اور جیش عسرت بھی کہتے ہیں کیونکہ اس میں لشکر والوں کو مشقت، بھوک پیاس، بہت محسوس ہوئی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ مسافت طویل تھی ہوا بہت گرم، دشمن کا لشکر قوی تھا اور قحط سالی تھی سامان جنگ بھی کم تھا۔ (مدارج النبوۃ ص ۵۷۷ جلد دوم)

ہاتھوں سے اچھا تھا۔

(ترمذی ابواب المناقب ص ۲۰۷ جلد ۲)

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، جنت میں ہر نبی کا ایک ساتھی ہوگا میرا ساتھی عثمان ہے۔

(سنن ابن ماجہ ص ۶۴ جلد ا مترجم) (جمع الفوائد ص ۳۶۲)

☆ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر فرمایا ، اتنے میں ایک شخص سر جھکائے گزرا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ، یہ شخص اس دن ہدایت یافتہ ہوگا۔ میں دوڑا اور اس کے زانوؤں پر ہاتھ رکھے تو وہ عثمان (رضی اللہ عنہ تھے)۔ پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ سے دریافت کیا کیا یہ وہی شخص ہے آپ نے فرمایا ، ہاں وہی ہے۔

(سنن ابن ماجہ ص ۶۴ جلد ا مترجم)

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو بار جنت خریدی ہے ایک بار تو بیر رومہ خرید کر اس کی کھدائی کرا کر (یہودی سے خرید کر اس کی کھدائی کرائی تاکہ مسلمانوں کو زیادہ پانی مل سکے) دوسری مرتبہ جیش عسرت کو ساز و سامان فراہم کر کے۔

(رواہ الحاکم فی المستدرک ، تاریخ الخلفاء للسیوطی ص ۲۳۶)

☆ حضرت عصمہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی ام کلثوم (زوجہ حضرت عثمان) کا بھی انتقال ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ عثمان کا نکاح کسی سے کر دو۔ اگر میری تیسری بیٹی موجود ہوتی تو اس کا نکاح بھی عثمان سے کر دیتا۔ کہ میں نے ان کے نکاح پہلے بھی وحی الٰہی کے ذریعہ کئے ہیں۔

(رواہ ابن عساکر ، تاریخ الخلفاء ص ۲۳۶)

☆ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنا ہے کہ آپ عثمان (رضی اللہ عنہ) سے فرمارہے تھے اگر میری چالیس لڑکیاں بھی ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے ان سب کا نکاح تم سے کر دیتا۔ (یہاں تک کہ کوئی بھی باقی نہ رہتی)

(رواہ ابن عساکر ، تاریخ الخلفاء ص ۲۳۶)

☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس سے جب عثمان گزرے تو ایک فرشتہ میرے پاس بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا: یہ شہید ہیں ان کی قوم شہید کر دے گی ، مجھے ان سے شرم آتی ہے۔

(رواہ ابن عساکر ، تاریخ الخلفاء ص ۲۳۶)

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے (حضرت) عثمان سے اس طرح شرم کرتے ہیں جیسے خدا اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے۔

(رواہ ابویعلی ، تاریخ الخلفاء ص ۲۳۷)

☆ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیا کے بارے میں دریافت کیا۔ تو آپ نے جواباً فرمایا کہ (آپ کی حیا کیا پوچھتے ہو) اگر آپ کبھی نہانے کا قصد کرتے تو گھر میں کواڑ بند کر کے بھی کپڑا اتارنے میں اس قدر شرم محسوس فرماتے کہ اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کرتے تھے۔

(رواہ ابن عساکر ، تاریخ الخلفاء ص ۲۳۷)

حضرت عثمان غنی اور خدمت قرآن

۳۰ھ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عراق اور شام سے ہوتے ہوئے مدینہ منور آئے تو انہوں نے بتایا کہ مختلف مقامات کے لوگ قرآن مجید کو مختلف قرأتوں سے تلاوت کرتے ہیں اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجلس شوریٰ منعقد کی اور صحابہ کرام کی رائے پر وہ نسخہ منگوایا جو عہد صدیقی میں حضرت زید بن ثابت اور دیگر صحابہ کرام کی موجودگی میں مرتب ہوا تھا۔ اس کی بہت سی نقلیں تیار کر کے بڑے بڑے شہروں میں بھیجی گئیں اور اس کے علاوہ تمام دوسروں نسخوں کو جلا دیا گیا (اور خاک کو دفن کر دیا گیا) بعد میں حضرت عثمان پر قرآنی نسخے جلانے کا الزام بھی عائد کر دیا گیا۔ لیکن حقیقت میں امت مسلمہ پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ وہ احسان ہے جسے وہ کبھی فراموش نہیں کر سکتی

آپ نے صحیح قرآن کی اشاعت کر کے اسلام کے بیڑے کو خطرے سے بچالیا

(تاریخ اسلام از صاحبزادہ عبدالرسول ص ۲۰۲)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور خوف الٰہی

حاکم، بیہقی، ابن ماجہ اور ہناد نے ''زہد'' میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام ہانی سے روایت کی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب قبر پر (اس کے قریب) کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ آپ کی داڑھی تر ہو جاتی تو ان سے کہا جاتا کہ آپ جہنم کا ذکر کرتے ہیں اور نہیں روتے لیکن قبر کو دیکھ کر روتے ہیں؟ تو آپ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ قبر پہلی منزل ہے، جس نے اس سے نجات پائی تو بعد والی منازل اس کیلئے آسان ہیں اور اگر اس نے نجات نہ پائی تو بعد والی منازل اس سے بھی زائد کٹھن اور دشوار ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر کا منظر ہر منظر سے زیادہ ہولناک ہے۔

(شرح الصدور بشرح الموتی والقبور ص ۱۳۲)

☆ ابن عساکر نے ابن ثور الفہمی کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت گیا جب کہ آپ محصور تھے اس وقت آپ نے مجھ سے فرمایا: میری دس خصلتیں اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ ہیں۔

(۱)۔ میں اسلام قبول کرنے والا چوتھا شخص ہوں۔

(۲)۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے بعد دیگرے اپنی دو صاحبزادیوں کو میرے عقد میں دیا ہے۔

(۳)۔ میں نے کبھی گانے بجانے کی محفل میں شرکت نہیں کی۔

(۴)۔ میں کبھی لہو ولعب میں مشغول نہیں ہوا۔

(۵)۔ میں نے کبھی کسی برائی اور بدی کی تمنا نہیں کی۔

(۶)۔ رسول خدا سے بیعت کرنے کے بعد میں نے کبھی اپنا سیدھا ہاتھ شرم گاہ کو نہیں لگایا۔

(۷)۔ اسلام لانے کے بعد میں نے ہر جمعہ کو اللہ کیلئے ایک غلام آزاد کیا۔

اگر اس وقت ممکن نہ ہوا تو بعد میں آزاد کیا۔

(۸)۔ زمانہ جاہلیت یا عہد اسلام میں کبھی زنا کا مرتکب نہیں ہوا۔

(۹)۔ عہد جاہلیت اور زمانہ اسلام میں کبھی چوری نہیں کی۔

(۱۰)۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے مطابق میں نے قرآن شریف کو جمع کیا۔

(تاریخ الخلفاء ص ۲۴۷)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پر حکمت اقوال مبارکہ

(۱)۔ تعجب ہے اس پر جو موت کو حق جانتا ہے اور پھر ہنستا ہے۔

(۲)۔ تعجب ہے اس پر جو دنیا کو فانی جانتا ہے اور پھر اس کی رغبت رکھتا ہے۔

(۳)۔ تعجب ہے اس پر جو دوزخ کو برحق جانتا ہے اور پھر گناہ کرتا ہے۔

(۴)۔ تعجب ہے اس پر جو شیطان کو دشمن جانتا ہے اور پھر اس کی اطاعت کرتا ہے۔

(۵)۔ بعض اوقات جرم معاف کرنا جرم کو زیادہ خطرناک بنا دیتا ہے۔

(۶)۔ جس نے دنیا کو جس قدر پہچانا اسی قدر اس سے بے رغبت ہوا۔

(۷)۔ علم بغیر عمل کے نفع دیتا ہے اور عمل بغیر علم کے فائدہ نہیں بخشتا۔

(۸)۔ ایک پرہیزگار فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے بھاری ہے۔

(۹)۔ دنیا ہر وہ کام ہے جس سے آخرت مقصود نہ ہو۔

(۱۰)۔ خاموشی غصہ کا بہتر علاج ہے۔

(۱۱)۔ زبان کی لغزش پاؤں کی لغزش سے بہت زیادہ خطرناک ہے۔

(۱۲)۔ فقیر کا ایک درہم صدقہ بہتر ہے غنی کے لاکھ درہم سے۔

(۱۳)۔ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت اپنے ساتھ سمجھنا افضل ترین ایمان ہے۔

(۱۴)۔ عیالدار کے اعمال مجاہدین کے اعمال کے ساتھ آسمان پر جاتے ہیں۔

(۱۵)۔ ترغیب دلانے کیلئے اعلانیہ صدقہ دینا خفیہ سے بہتر ہے۔

(۱۶)۔ تلوار کا زخم جسم پر ہوتا ہے اور بری گفتار کا روح پر۔

(۱۷)۔ جب زبان اصلاح پذیر ہوتی ہے تو قلب بھی صالح ہو جاتا ہے۔

(۱۸)۔ گناہ کسی نہ کسی صورت میں دل کو بے قرار رکھتا ہے۔

(۱۹)۔ نعمت کا بے مناسب خرچ کیا جانا نہ شکری ہے۔

(۲۰)۔ محبوبین کی کھالیں دل کی طرح نرم ہو جاتی ہے۔

(۲۱)۔ حاجتمند کا تمہارے پاس آنا خدائے پاک کا انعام ہے۔

(۲۲)۔ حق پر قائم رہنے والے مقدار میں کم ہوتے ہیں۔

(۲۳)۔ (دنیادار) لوگوں کو جس طرح چاہے آزما دو دیکھو سانپ بچھوؤں سے کم نہیں پائے گا۔

(۲۴)۔ اپنا بوجھ خلقت میں سے کسی پر نہ رکھ خواہ کم ہو یا زیادہ۔

(۲۵)۔ عافیت کے نو حصے لوگوں سے الگ رہنے میں اور ایک حصہ ملنے میں ہے۔

(۲۶)۔ جو شخص التجائے نگاہ کو نہیں سمجھ سکتا اس کے سامنے اپنی زبان کو شرمندہ نہ کر۔

(۲۷)۔ اے انسان! خدا نے تجھے اپنے لئے پیدا کیا ہے اور دوسروں کا ہونا چاہتا ہے۔

(مخزن اخلاق اقوال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر نماز پڑھے تو اس کے وہ گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اس نماز سے لے کر دوسری نماز تک ہوں گے۔

(مسلم)

باب دوم

☆……عہد حکومت

☆……فتوحات اور بغاوتیں

☆……آپ کی شہادت کے اسباب وواقعات

☆……شہادت عظمیٰ

انتخاب اور بیعت

وفات سے پہلے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درج ذیل ۶ اشخاص کو نامزد کیا

(۱)۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲)۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳)۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۴)۔ حضرت طلحہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۵)۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۶)۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور فرمایا کہ ان میں سے جس کی نسبت کثرت رائے ہو اسے تین دن کے اندر منتخب کر لیا جائے۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجہیز و تکفین کے بعد یہ لوگ ایک جگہ جمع ہوئے۔ حضرت طلحہؓ نے حضرت عثمان کے حق میں حضرت زبیر نے حضرت علی کے حق میں اور حضرت سعد نے حضرت عبدالرحمٰن کے حق میں اپنے نام واپس لے لئے، بعد میں حضرت عبدالرحمٰن نے بھی اپنے حق سے دست برداری کا اعلان کر دیا۔ اب صرف دو امیدوار حضرت عثمان اور حضرت علی باقی رہ گئے۔ یہ دونوں اس بات پر رضامند ہو گئے کہ حضرت عبدالرحمٰن جس کے حق میں فیصلہ دیں گے ان کیلئے قابل قبول ہوگا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے تین دن بعد آپ سے بیعت کی گئی، کہتے ہیں کہ اس عرصہ میں لوگ عبدالرحمٰن بن عوف سے مشورے کرتے رہے اور آپ کے پاس آتے جاتے رہے، جو صاحب الرائے شخص تخلیہ میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے مشورہ کرتا وہ یہی رائے دیتا کہ خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ملنی چاہیئے۔ (خلیفہ عثمان ہی کو ہونا چاہیئے) آخر کار حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بیعت لینے کیلئے بیٹھے اور حمد و ثنا کے بعد آپ نے فرمایا کہ لوگ حضرت عثمان رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کے سوا کسی اور کی بیعت پر راضی نہیں ہیں"۔

(رواہ ابن عساکر، تاریخ الخلفاء ۲۳۷)

ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے حمد وصلوٰۃ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے علی (رضی اللہ عنہ) میں نے تمام لوگوں کی رائے معلوم کر لی ہے۔ سب کی رائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کیلئے ہے اب آپ اپنے لئے کوئی کاروائی نہ کیجئے۔ آپ نے یہ کہہ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دست مبارک پکڑ کر کہا کہ میں نے آپ سے سنت اللہ، سنت رسول اللہ اور ہر دو خلفاء کی سنت پر بیعت کرتا ہوں۔ اس طرح پہلے آپ نے بیعت کی اور پھر تمام مہاجرین وانصار نے آپ سے بیعت کی۔

(تاریخ الخلفاء ۲۳۷)

☆ ابن سعد اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کی گئی تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارا موجودہ امیر دیگر تمام لوگوں سے بہتر ہے ہم آپ کی پیروی اور حکم کی بجا آوری میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کریں گے۔

دور عثمانی کے اہم واقعات

۲۴ھ آپ کی خلافت کے پہلے سال ۲۴ھ میں ملک رے فتح ہوا۔ اور آپ بیماری کی وجہ سے حج نہ کر سکے۔ اس سال ملک روم کا ایک وسیع رقبہ فتح کر لیا گیا۔ اسی سال حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی گورنری سے معزول کر کے ان کی جگہ حضرت سعد بن وقاص کو بھیج دیا۔

۲۵ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد کو بھی کوفہ کی گورنری سے معزول کر کے ان کی جگہ ایک صحابی ولید بھی عقبہ بن ابی معیط (جو آپ کی ماں کی طرف سے بھائی تھے) مقرر کر دیا۔ یہ آپ پر اقربا نوازی کے الزام عائد ہونے کی ابتدا تھی۔

۲۶ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ مکانات خرید کر مسجد حرام کو مزید وسیع

بنایا۔اسی سال شہر سابور فتح ہوا۔

۲۷ ھ میں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاز کے ذریعے لشکر لے جا کر قبرص پر حملہ کیا ،اس لشکر میں (مشہور صحابی) حضرت عبادہ بن صامت اپنی بیوی ام حرام بنت ملحان انصاریہ کے ساتھ موجود تھے آپ کی بیوی بار بردار جانور سے گر گئیں اور اسی صدمہ میں ان کا انتقال ہو گیا اور ان کو وہیں قبرص میں دفن کر دیا گیا۔اس لشکر کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ اس لشکر میں عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیوی بھی ہوگی اور اس کی قبر قبرص میں بنے گی۔(چنانچہ پیش گوئی پوری ہوئی)۔

اسی سال جرجان اور جبرود فتح ہوئے۔اسی سال حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو بن العاص کو مصر کی گورنری سے معزول کر کے ان کی جگہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو مقرر کیا۔انہوں نے مصر پہنچ کر افریقہ پر حملہ کیا۔اور اس کو فتح کر کے تمام مملکت کو ممالک محروسہ میں شامل کر دیا۔اس جنگ میں اس قدر مال غنیمت مسلمانوں کو ہاتھ آیا کہ ہر سپاہی کو ایک ایک ہزار دینار اور بقول بعض کے تین تین ہزار دینار ملے۔اس عظیم فتح کے بعد اسی سال ملک اندلس (اسپین ہسپانیہ) بھی فتح ہو گیا۔

ابن جریر طبری کہتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بحری راستہ سے قبرص پر حملہ کر کے اس کو فتح کر لیا اور جزیہ لینے کی شرط منظور کر لی۔

۲۹ ھ میں اَصْطَخر قساء اور ان کے علاوہ بعض دیگر ممالک بھی فتح ہوئے۔

اسی سال حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی کی توسیع کی اور اس میں منبت کاری کی گئی۔ستون پتھر کے لگوائے اس کی چھت میں ساگون کی کڑیاں ڈالی گئیں اور اس کا طول بڑھا کر ایک سو ساٹھ گز اور عرض ڈیڑھ سو گز کر دیا۔

۳۰ ھ میں جور، خراسان اور نیشاپور صلح کے ذریعہ فتح ہوئے۔اسی طرح ایران کے دیگر شہر طوس، سرخس، مرو اور بیہق بھی صلح سے فتح ہوئے۔جب اس قدر فتوحات ہوئی اور بے شمار مال غنیمت چاروں طرف سے دارالخلافت میں آنے لگا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خزانہ کے قیام کی ضرورت محسوس ہوئی۔مال کی اس قدر بہتات تھی کہ آپ نے دل کھول کر لوگوں کو روزینے تقسیم کئے۔یہاں تک کہ ایک ایک شخص کے حصے میں ایک ایک لاکھ بدرے (توڑے) آئے ہر بدرے

میں چار چار ہزار اوقیہ تھے۔(ایک اوقیہ میں چالیس درہم ہوتے ہیں)۔

(تاریخ الخلفاء ۲۳۹)

دور عثمانی اور بغاوتیں

آپ کے عہد آغاز میں مختلف صوبوں میں بغاوتیں رونما ہوئیں۔مفتوحہ ممالک میں اب بھی بعض عناصر ایسے تھے جو اسلامی حکومت کے خلاف سازشوں میں مصروف رہتے تھے۔لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رعب و دبدبہ کی وجہ سے دبے ہوئے تھے۔آپ کی شہادت کے بعد انہوں نے موقعہ غنیمت سمجھتے ہوئے سرکشی اختیار کی لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکام نے نہایت مستعدی کے ساتھ ان شورشوں کو کچل دیا۔

(۱)۔سکندریہ کی بغاوت

سکندریہ میں رومیوں کی کافی تعداد تھی۔ ۲۵ ھ میں قیصر روم نے انہیں بغاوت پر اکسایا اور قسطنطنیہ سے جنگی بیڑا ان کی امداد کیلئے روانہ کیا۔لیکن عمرو بن العاص نے فوراً موقع پر پہنچ کر رومیوں کو شکست فاش دی اور شہر پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔اس بغاوت میں مصر کی قدیم قوموں قبطیوں نے بھی رومیوں کا ساتھ نہ دیا۔اس لئے رومیوں نے بھاگتے وقت انہیں خوب لوٹا۔اس پر عمرو بن العاص نے بیت المال سے ان کے نقصان کی تلافی کی۔

(۲)۔آذربائیجان اور آرمینیہ میں بغاوت

یہ علاقے دور فاروقی میں باقاعدہ فتح نہیں ہوئے تھے بلکہ انہوں نے جزیہ دے کر اطاعت قبول کر لی تھی۔ ۲۵ ھ میں ان علاقوں میں بغاوت کی آگ پھیلی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ولید بن عقبہ کو اس کے فرو کرنے پر مامور کیا۔انہوں نے حملہ کر کے آذربائیجان کو دوبارہ اطاعت پر مجبور کیا،اور سلطان باہلی کو آرمینیہ بھیج کر باغیوں کی شکست دی اور امن بحال کر دیا۔

(۳)۔مشرقی ممالک میں بغاوت

حضرت ابوموسیٰ اشعری حاکم بصرہ کے خلاف شکایات وصول ہونے پر حضرت عثمان رضی

اللہ عنہ نے انہیں معزول کر کے عبداللہ بن عامر کو بصرہ کا والی مقرر کیا۔ اسی دوران میں یزدگرد جس نے خاقان کے پاس ترکستان میں پناہ لی تھی، ایران میں بغاوتیں پھیلانے کی سازشیں کر رہا تھا۔ چنانچہ ۲۹ ھ میں ایران کے مشرقی حصوں یعنی فارس، طبرستان، خراسان، کرمان، بجستان وغیرہ میں بغاوت کے شعلے بھڑک اٹھے۔

اس پر عبداللہ بن عامر نے وہاں پہنچ کر اہل فارس کو شکست دے کر پورے صوبہ پر دوبارہ قبضہ کرلیا۔ طبرستان کی مہم سعد بن العاص کے سپرد ہوئی۔ انہوں نے طبرستان اور جرجان کی بغاوت کو کچل دیا۔ اب ابن عامر خراسان کی طرف بڑھے اور ہر طرف فوجیں پھیلا دیں۔ نیشاپور کا قدیم شہر ایک ماہ کے محاصرے کے بعد فتح ہوگیا۔

یزدگرد جو کامیابی کی امید میں خراسان آیا ہوا تھا۔ اب مایوس ہوکر واپس بھاگا، لیکن راستے میں ایک دہقان کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس کے ساتھ ہی ساسانی خاندان اور اس کی ریشہ دوانیوں کا خاتمہ ہوگیا۔ اس کے بعد ابن عامر نے کرمان اور بجستان کے خلاف الگ الگ مہمیں روانہ کیں اور باغیوں کو کچل کر ہر جگہ امن وامان قائم کیا۔

(تاریخ اسلام ص۱۹۲تا۱۹۴)

دور عثمانی میں فتنہ وبغاوت

امام زہری علیہ الرحمۃ نے فرمایا: حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد کا نصف اوّل نہایت ہی امن وسکون سے گزرا۔ اور ملک میں ہر طرف سے حدود سلطنت میں توسیع ہوئی۔ (ابن سعد) تجارت وزراعت کو فروغ ہوا اور لوگوں کی خوشحالی میں اضافہ ہوا۔ دولت کی فراوانی مسلم معاشرہ میں حسد ورقابت کو جنم دیا۔ اور ایک ایسے فتنے نے سر اٹھایا کہ جس سے اسلامی وحدت پارہ پارہ ہوکر رہ گئی۔

فتنہ کے اسباب

(۱)۔ ملکی فتوحات، مال غنیمت کی فراوانی اور تجارت وزراعت کی ترقی نے رعایا کو غیر معمولی فارغ البالی سے ہمکنار کردیا جس سے آپس میں عداوتیں پیدا ہوگئیں۔

(۲)۔ قریش کے دو خاندانوں بنوامیہ اور بنوہاشم میں قدیم سے آپس میں رقابت تھی۔ دور عثمانی میں ان دونوں خاندانوں کی قدیم عدوات نے دوبارہ سر اٹھایا۔

(۳)۔ عربوں نے ایران وشام کو نیچا دکھایا تھا، اس لئے یہاں کے لوگ اپنی ذلت کی وجہ سے عربوں سے بہت برہم تھے۔ عربوں کو حقیر اور اپنے آپ کو فائق سمجھتے تھے۔ نیز محکوم طبقوں میں یہود ایک ایسا گروہ تھا جن کا ذہن شروع سے سازش میں مشہور رہا ہے اس لئے ان تمام افراد نے مل کر خلافت عثمانی کے خلاف بغاوت شروع کردی۔

(۴)۔ ایرانی فطرتاً شاہ پرست تھے۔ چنانچہ فتنہ پرداز نے اہل بیت کے نام پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف سازش شروع کردی تو وہ فوراً اس سے متاثر ہوئے۔

(۵)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں مدینہ منورہ سے باہر روسائے قریش کی نقل و حرکت پر کڑی نظر رکھتے تھے۔ دور عثمانی میں آپ کی نرمی سے ناجائز فائدہ اٹھایا اور ملک کے مختلف حصوں میں پھیل گئے۔ خلافت کے خواب دیکھنے لگے اس مقصد کیلئے بغاوت شروع کردی۔

(۶)۔ قریش بڑے بڑے عہدوں پر فائز تھے دوسرے قبائل عرب جنہوں نے مملکت اسلامیہ کو اپنے خون سے سینچا تھا قریش کی اس اجارہ داری کو بری نگاہ سے دیکھتے تھے۔

(۷)۔ صحابہ کرام جو کہ دربار نبوی کے تربیت یافتہ تھے آہستہ آہستہ دنیا سے اٹھ رہے تھے اور جو ابھی بقید حیات تھے وہ بڑھاپے کی وجہ سے سیاست سے دستبردار ہو چکے تھے۔ نئی نسل میں صحابہ جیسا زہد وتقویٰ اور راست بازی موجود نہ تھی۔

(۸)۔ ظاہر ہے کہ ایسے حالات میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف ان لوگوں کو کلیدی آسامیوں پر مامور کرسکتے تھے۔ جن کی وفاداری پر انہیں مکمل اعتماد تھا۔ چنانچہ سرکاری عہدوں پر ایسے افراد کی اکثریت [illegible] جن کے بنوامیہ سے تعلق تھے اگرچہ انہوں نے اپنی اہلیت وقابلیت ثابت کردی تھی تاہم مخالفین نے اس بات کو خلیفہ کی کنبہ پروری پر محمول کرتے ہوئے فتنہ وفسات کا ذریعہ بنایا۔

(۹)۔ نیز آپ فطرتاً نرم مزاج تھے۔ باغیوں نے آپ کی نرمی سے ناجائز فائدہ اٹھایا۔

عبداللہ بن سبا کا ظہور

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف فتنہ و بغاوت کرنے والا یمن کا ایک یہودی عبداللہ بن سبا تھا۔ عہد عثمانی میں یہ شخص بظاہر مسلمان ہو کر مدینہ منورہ میں آباد ہو گیا۔ طبعاً بڑا ذہین اور عیار تھا۔ مدینہ میں اس نے مسلمانوں کی اندرونی کمزوریوں کا اچھی طرح مطالعہ کیا اور اسلام کے خلاف تدابیر پر غور کیا۔ اس کے بعد بصرہ آیا اور حکیم بن جبلہ نامی ایک جرائم پیشہ آدمی سے ساز باز کر کے فساد انگیز خیالات و عقائد کی تبلیغ کرنے لگا۔ اس نے کہا کہ مجھے تعجب ہوتا ہے کہ مسلمان اس بات کے تو قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰ دنیا میں دوبارہ آئیں گے لیکن اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔ اور اس عقیدہ کا اس نے خوب پرچار کیا۔ نیز یہ کہ ہر نبی کا وصی ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہی خلافت کے حق دار ہیں اور ان کے علاوہ جو بھی خلیفہ ہوگا وہ غاصب ہوگا۔ اس لئے حضرت عثمان کے خلاف بغاوت کر کے انہیں معزول کر دینا چاہیے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں عبداللہ بن سبا نے بصرہ میں بہت سے لوگوں کو اپنا ہم خیال بنا لیا۔ ابن عامر حاکم بصرہ کو اطلاع ملی تو اس نے باز پرس کی اس پر ۳۳ھ میں عبداللہ بصرہ میں ایک خفیہ جماعت چھوڑ کر کوفہ چلا گیا۔

یہاں اسے توقع سے زیادہ کامیابی ہوئی۔ مگر کچھ دنوں کے بعد جب اس کے اصلی عزائم کا راز فاش ہوا۔ تو سعید بن العاص والی کوفہ نے اسے تنبیہ کی۔ چنانچہ اس نے کوفہ میں بھی ایک منظم جماعت جس کا سرغنہ مالک اشتر نخعی تھا چھوڑ کر شام کے صدر مقام دمشق کی راہ لی۔ لیکن جب یہاں کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو مصر چلا گیا۔ اور وہیں سکونت پذیر ہو کر ہر طرف سازش کے جال بچھا دیئے۔ سبائی جماعت عثمانی عمال کے مظالم کی افواہیں اڑاتی تھی اور اس نے ہر جگہ خطوط کے ذریعے من گھڑت داستانوں کی تشہیر کر کے ملک میں بدامنی پھیلا دی۔

سبائی فرقہ کی شورش کا آغاز

کوفہ میں سبائی کافی زور پکڑ چکے تھے اس لئے شورش کا آغاز یہیں سے ہوا۔ مالک اشتر نخعی اور یزید بن قیس نے اپنے گروہ (یعنی سبائیوں) کو جمع کر کے خوب فتنہ انگیزی کی اور سعید بن العاص حاکم کوفہ کے ایک غلام کو قتل کر دیا۔ انہوں نے سعد کی معزولی اور اس جگہ ابوموسیٰ اشعری کو گورنر

مقرر کرنے کا مطالبہ کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے مطالبہ کو پورا کر دیا۔ اور سعد کی جگہ ابوموسیٰ اشعری والی کوفہ مقرر ہوئے۔

اس کے باوجود سبائیوں کی ریشہ دوانیاں ختم نہ ہوئیں۔ عراق اور مصر میں بے اطمینان اور بدامنی کی اطلاعات موصول ہو رہی تھی۔ چنانچہ حضرت عثمان نے مجلس شوریٰ کی رائے پر اکابر صحابہ محمد ابن مسلمہ، اسامہ بن زید، عبداللہ بن عمر اور عمار بن یاسر (رضی اللہ عنہم) پر مشتمل ایک تحقیقاتی کمیشن تحقیق حالات کیلئے مختلف صوبوں میں روانہ کیا۔ عمار بن یاسر کے علاوہ سب نے عمال کے خلاف الزامات کی تردید کی۔ البتہ عمار بن یاسر خلیفہ سے ذاتی رنجش کی بنا پر مصر کے سبائیوں سے مل گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا صوبوں کے حکام سے مشورہ کرنا

آپ نے صوبوں کے حکام کو بلا کر ان سے صلاح مشورہ کیا۔ اکثر نے رائے دی کہ باغیوں پر سختی کرنی چاہیے۔ اور انہیں قتل کر دینا چاہیے مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ جب تک ارتداد یا بغاوت کا واضح ثبوت نہ ہو، محض شک کی بنا پر شرعی حد جاری نہیں کر سکتا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ شام چلے آئیں وہاں آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچا سکے گا مگر آپ نے فرمایا کہ میں قرب رسول کو نہیں چھوڑ سکتا۔ اس پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بولے شام سے ایک حفاظتی دستہ روانہ کر دوں گا مگر آپ نے منع کر دیا اور کہا اس سے اہل مدینہ کو تکلیف ہوگی۔

عمال کی طلبی

سبائیوں کی سرگرمیاں جب تیز تر ہو گئیں تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تمام ممالک میں اعلان کرایا کہ سب عمال حج کے موقع پر جمع ہوں اور اس موقع پر ان کے خلاف لوگوں کی شکایات سنی جائیں گی۔ چنانچہ آپ کے حکم کی تعمیل ہوئی۔ لیکن کسی نے ان کے خلاف کوئی شکایت نہ کی۔ دوسری طرف سبائی گروہ مکہ معظمہ مختلف صوبوں سے جمع ہونے کی بجائے مدینہ منورہ آئے۔ اور شہر سے دو میل دور پڑاؤ ڈالا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب حج سے واپس آئے تو آپ کو ان لوگوں کی آمد کی اطلاع ہوئی۔ آپ نے مسجد نبوی میں ان کے وفد کو طلب کیا۔ اور اکابر مدینہ (حضرت علی، طلحہ، زبیر وغیرہ) کو بھی بلایا۔ اس موقع پر سبائیوں نے آپ پر بہت سے الزامات عائد کئے اور آپ نے ان سب کا تسلی

بخش جواب دیا اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

الزامات

پہلا الزام: یہ تھا کہ آپ نے مشہور صحابہ کو ان کے عہدوں سے معزول کر دیا۔ اس کے جواب میں حضرت عثمان نے فرمایا کہ اگر معقول اسباب موجود ہوں تو کوئی وجہ نہیں کہ کسی کو برطرف نہ کیا جائے۔ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس معاملہ میں بڑے سخت گیر تھے۔ مغیرہ بن شعبہ کو اس لئے معزول کیا گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وفات سے پہلے اس کی وصیت کی تھی۔ ابوموسیٰ اشعری کے خلاف اہل بصرہ نے شکایات کیں تو انہیں موقوف کر دیا۔ سعد بن ابی وقاص کی برطرفی کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے بیت المال سے قرض لیا تھا وہ جسے ادا نہ کر سکے۔ عمرو بن العاص کو اس لئے ہٹایا گیا کہ ان کے زمانے میں مصر کی آمدنی گھٹ گئی تھی اور ذمیوں سے ناروا سلوک کیا گیا تھا۔

دوسرا الزام: یہ تھا کہ آپ نے اپنے خاندان کے ناتجربہ کار نوجوانوں کو بڑے بڑے عہدے دے رکھے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ جن لوگوں میں میں نے امارتیں دے رکھی ہیں۔ وہ سب میرے اقارب نہیں ہیں۔ وہ اپنے عہدوں کے کام کو بحسن وخوبی انجام دینے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ محض نوجوان ہونا کوئی عیب کی بات نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو صرف سترہ سال کی عمر میں امیر بنایا تھا۔ اس کے باوجود اگر وہ آپ لوگوں کی رائے میں امارت کے قابل نہیں تو میں ان کی جگہ دوسروں کو مقرر کرنے کیلئے تیار ہوں۔ چنانچہ میں نے سعید بن عاص کو برطرف کر کے ابوموسیٰ اشعری کو کوفہ کا والی بنا دیا ہے۔

تیسرا الزام: ایک شخص نے اٹھ کر کہا کہ آپ اپنے رشتہ داروں کو ناجائز طور پر مال دیتے ہیں، مثلاً عبداللہ بن ابی سرح کو آپ نے سارا مال غنیمت بخش دیا۔ آپ نے جواب دیا کہ میں نے اس کو مال غنیمت کے خمس میں سے صرف پانچواں حصہ دیا تھا۔ مجھ سے پہلے عہد میں بھی حوصلہ افزائی کی ایسی مثالیں موجود ہیں۔ اس کے باوجود جب مجھے معلوم ہوا کہ فوج نے اس بات کو ناپسند کیا ہے تو میں نے یہ رقم واپس لے لی۔

چوتھا الزام: ایک شخص نے اعتراض کیا کہ آپ کو اپنے کنبہ والوں سے بڑی محبت ہے اور آپ

انہیں بڑے بڑے عطیات دیتے ہیں۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ اہل خاندان سے محبت ہونا کوئی گناہ نہیں ہیں۔ اگر ان کو عطیات دیتا ہوں تو بیت المال سے نہیں بلکہ اپنے ذاتی مال سے دیتا ہوں۔ بیت المال سے تو میں نے ذاتی خرچ کیلئے کبھی کچھ نہیں لیا۔

پانچواں اعتراض: آپ نے بقیع کی چراگاہ کو اپنے لئے مخصوص کر لیا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ جب میں خلیفہ منتخب ہوا تھا تو مدینہ منورہ میں مجھ سے زیادہ نہ کسی کے اونٹ تھے نہ بکریاں۔ لیکن آج میرے پاس صرف دو اونٹ ہیں۔ جو صرف حج کی سواری کیلئے رکھے ہوئے ہیں۔ بقیع کی چراگاہ بیت المال کے اونٹوں کیلئے وقف ہے اور عہد فاروقی سے ایسا چلا آرہا ہے۔

چھیواں اعتراض: آپ نے منیٰ میں چار رکعتیں ادا کی ہیں حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔ آپ نے جوابا کہا کہ میرے اہل وعیال مکہ میں مقیم ہیں۔ اس لئے میں نے قصر کرنے کی بجائے پوری نماز ادا کی ہے۔

ساتواں اعتراض: یہ کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم بن عاص کو جلاوطن کر دیا تھا لیکن آپ نے اسے دوبارہ مدینہ بلا لیا۔ اس پر آپ نے بتایا کہ میں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم بن عاص کی واپسی کی اجازت لے لی تھی اور خواص کو اس کا علم ہے۔

آٹھواں اعتراض: دور صدیقی میں حضرت زید بن ثابت اور دیگر صحابہ کرام کی نگرانی میں جو قرآن کریم کا نسخہ مرتب ہوا۔ اس کی بہت سی نقلیں تیار کر کے بڑے بڑے شہروں میں بھیجی گئیں اور اس کے علاوہ تمام دوسرے نسخوں کو جلا دیا گیا۔ بعد میں حضرت عثمان پر قرآن نسخے جلانے کا الزام بھی عائد بھی کیا گیا۔ لیکن حقیقت میں امت پر آپ کا یہ وہ احسان ہے جسے کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ آپ نے صحیح قرآن کی اشاعت کر کے اسلام کو بڑے خطرے سے بچا لیا۔

اپنے اعتراضات کے مناسب جوابات سن کر لوگ خاموشی سے اٹھ کر چلے گئے۔

مدینہ منورہ پر حملہ

آخر مصر اور عراق کے سبائیوں نے خط و کتابت کے ذریعے ایک دن مقرر کیا۔ اس دن مصر، کوفہ اور بصرہ سے ایک ایک ہزار کی جمعیت حج کرنے کا ارادہ ظاہر کر کے نکلی ان سب نے مدینہ

منورہ کا رخ کیا، مقام مقررہ پر سب قافلے مل گئے اور شہر کے قریب پہنچ کر رک گئے۔ یہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف تو متحد تھے لیکن آئندہ خلیفہ کے متعلق ان میں اختلاف رائے پایا جاتا تھا۔ مصری حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے۔ لیکن اہل بصرہ اور کوفہ کی اکثریت بالترتیب حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کے حق میں تھی۔ یہ تینوں گروہ ان حضرات سے الگ الگ ملے اور خلافت کی پیش کش کی، مگر تینوں نے انہیں ڈانٹ کر واپس کر دیا۔ اب بلوائیوں نے شہر میں غنڈہ گردی کر دی اور عبداللہ بن ابی سرح گورنر کی معزولی کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے مسجد میں نمازیوں پر پتھر برسائے۔ یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ خلیفہ نے حضرت علی اور دوسرے صحابہ سے مشورہ کیا اور ان کی رائے پر مصریوں کا مطالبہ منظور کرتے ہوئے عبداللہ بن ابی سرح کو معزول کر کے انہی کی مرضی کے مطابق محمد بن ابوبکر مصر کا حاکم بنا دیا۔ اب صحابہ کے وفد نے بلوائیوں کو سمجھا بجھا کر واپس کر دیا۔

کچھ دنوں کے بعد مصری گروہ واپس آ گیا۔ انہوں نے کہا ہم نے سڑک پر سے خلیفہ کا ایک قاصد گرفتار کیا ہے اور گورنر مصر کے نام خلیفہ کا ایک خط برآمد کیا ہے جس میں یہ حکم ہے کہ ہم سب کو قتل کر دیا جائے اس خط پر خلیفہ کی مہر ثبت ہے۔ حضرت عثمان نے قسم کھا کر کہا یہ میری تحریر نہیں اور لاعلمی کا اظہار کیا۔ تو ان لوگوں نے کہا کہ یہ سب آپ کے مہر منشی مروان کی شرارت ہے۔ اسے ہمارے حوالے کر دیجئے۔ آپ نے تحقیقات کرنے کا وعدہ کیا۔ مگر بلوائی قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے تھے انہوں نے خلیفہ کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور تمام شہر میں افراتفری پھیل گئی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت

محاصرہ اس سختی سے کیا گیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مسجد میں آنا جانا بند ہو گیا آپ کے گھر پانی کا جانا بند کر دیا گیا۔ ایک دن آپ اپنی مکان کی چھت پر چڑھے۔ سامنے صحن مسجد میں لوگ موجود تھے آپ نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

کیا تم کو معلوم نہیں کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو مسجد بہت تنگ تھی۔ آپ نے فرمایا، اس قطعہ زمین کو کون خرید کر مسلمانوں پر وقف کرتا ہے اس کو جنت میں

اس سے بہتر جگہ ملے گی۔ میں نے اس ارشاد کی تعمیل کی۔ اور اس زمین کو خرید کر مسلمانوں پر وقف کیا۔ اب تم اسی مسجد میں نماز پڑھنے سے مجھے روکتے ہو، کیا تم کو معلوم نہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہاں بیر رومہ کے علاوہ میٹھے پانی کا کوئی کنواں نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسے کون خرید کر مسلمانوں پر وقف کرتا ہے اس کو جنت میں اس سے بہتر ملے گا۔ میں نے اسے خرید کر وقف کیا اور آج اس کنویں کے پانی سے روکتے ہو۔ میں ان لوگوں سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، قسم دے کر پوچھتا ہوں کسی کو یاد ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوہ حرا پر چڑھے تو وہ ہلنے لگا۔ آپ نے ٹھوکر مار کر فرمایا، حرا ٹھہر جا کہ تیری پیٹھ پر اس وقت ایک نبی ایک صدیق اور ایک شہید ہے[1] اور میں آپ کے ساتھ تھا۔ میں ان لوگوں کو قسم دے کر پوچھتا ہوں جو بیعت رضوان میں موجود تھے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کو میرا ہاتھ قرار دے کر میری جانب سے بیعت نہیں لی۔ لوگو! تین صورتوں کے سوا کسی مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں۔ مرتد ہو جائے یا بدکاری کا مرتکب ہو یا کسی کو قتل کرے، ان تینوں سے میرا دامن پاک ہے۔

سب لوگوں کی گردنیں جھک گئیں۔ انہوں نے ان باتوں کی تصدیق کی، لیکن بلوائی شرارت پر تلے ہوئے تھے۔ مہاجرین و انصار کی ایک جماعت آپ کے پاس حاضر ہوئی اور باغیوں کے مقابلہ کی اجازت چاہی، مگر آپ نے انہیں منع کر دیا اور کہا کہ میں ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ میرے عہد میں مسلمانوں کی باہمی خون ریزی کی ابتداء ہو۔ تاہم نوجوانوں کا ایک گروہ جس میں حضرت حسن حضرت حسین اور حضرت عبداللہ بن زبیر شامل تھے۔ آپ کے گھر کے دروازے پر پہرہ دیتا رہا۔ ادھر مختلف صوبوں میں مدینہ منورہ پر حملے کی خبریں پہنچ چکی تھیں۔ اور امدادی فوجیں روانہ ہو چکی تھیں۔ اس لئے بلواؤں نے مزید تاخیر مناسب نہ سمجھی محمد بن ابوبکر اور ان کے دو ساتھی دیوار پھاند کر گھر کے اندر داخل ہو گئے۔ اور کسی کو خبر نہ ہوئی کیونکہ گھر میں جو دوسرے لوگ موجود تھے وہ سب چھت پر تھے نیچے صرف حضرت عثمان معہ اپنی اہلیہ کے موجود تھے۔ محمد بن ابوبکر نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑ لی اس وقت آپ نے اس سے کہا کہ اگر تیرے باپ تجھے یہ حرکت کرتے دیکھ لیتے تو کیا کہتے! یہ سن کر محمد بن ابوبکر نے ان کی داڑھی چھوڑ دی۔ دوسرے دونوں شخص آپ پر حملہ آور ہوئے اور آپ کو

[1] مشکوٰۃ ص ۲۳۳ جلد ۳ (مترجم) رواہ الترمذی و نسائی۔

شہید کردیا، اس وقت آپ تلاوت قرآن کررہے تھے۔خون کا قطرہ قرآن مقدس کی اس آیت پر گرا۔ فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم (مدینۃ الرسول ص ۲۲۸)۔آپ کی بیوی نائلہ نے آپ کو بچانے کی کوشش کی تو ان کی تین انگلیاں ہاتھ سے کٹ گئیں۔(انا للہ وانا الیہ راجعون) آپ کے قاتل کا نام روان بن سرمان تھا۔

آپ کی زوجہ مبارکہ بالا خانہ پر پہنچیں اور بلند آواز سے کہا، لوگو! امیر المومنین کو شہید کردیا گیا لوگوں نے جب اندر آکر دیکھا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خون میں آغشتہ تھے اور دم توڑ چکے تھے۔آپ کی شہادت کی اطلاع فوراً حضرت علی، حضرت طلحہ حضرت زبیر، حضرت سعد (رضی اللہ عنہم) اور دوسرے صحابہ کرام کو ملی تو ان کے ہوش اڑ گئے۔سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے گھر تشریف لائے تو دیکھا آپ جان بحق ہو چکے ہیں۔آپ نے (انا للہ وانا الیہ راجعون) پڑھا اور اپنے فرزندوں سے فرمایا کہ جب تم دروازے پر موجود تھے تو امیر المومنین کس طرح قتل کردیئے گئے۔غصہ سے آپ نے ایک طمانچہ حضرت حسن کے اور گھونسہ حضرت حسین کے سینے پر مارا۔اور محمد بن طلحہؓ اور عبداللہ ابن زبیر کو بھی سخت الفاظ کہے۔آپ غصہ اور اشتعال کی صورت میں اپنے گھر واپس تشریف لائے۔۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ بروز جمعہ شہادت پائی۔

شہادت کے وقت آپ کی عمر ۸۲ سال اور مدت خلافت ۱۲ دن کم بارہ سال تھی۔سارے شہر میں خوف و ہراس پھیل گیا اور دو دن تک ذوالنورین کی لاش بے گور کفن پڑی رہی آخر بعض صحابہ نے ہمت کر کے تجہیز و تکفین کی اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کردیا۔آپکی نماز جنازہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے کہ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ نہ کیا جاتا تو آسمان سے پتھر برستے۔

(رواہ ابن عساکر) رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط) جمع الفوائد ص ۳۶۴ جلد ۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں تشریف لانا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ البارحۃ فی المنام وابا بکر وعمر، فقالوالی: اصبر فانک تفطر عندنا القابلۃ۔الخ

(لابن احمد والموصلی، جمع الفوائد ص ۳۶۴ جلد ۲)

یعنی جس روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اس سے پہلے کی شب میں آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی زیارت ہوئی اور انہوں نے کہا، صبر کروائے عثمان کل تم ہمارے ساتھ افطار کروگے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اولیات وایجادات

(۱)۔ آپ نے سب سے پہلے لوگوں میں جاگیریں مقرر فرمائیں۔اور ۴۴ لاکھ مربع میل میں تمام آباد کاروں کو زمین کے مالکانہ حقوق کے پروانے جاری کئے۔

(۲)۔ جانوروں کیلئے چراگاہیں قائم کیں۔

(۳)۔ آپ ہی نے حکم دیا کہ تکبیر میں آواز دھیمی رکھیں۔(اذان کی طرح آواز بلند نہ ہو)۔

(۴)۔ مسجد میں بخورات جلانے کا حکم دیا جس میں زعفران کی آمیزش ہوتی تھی۔

(۵)۔ جمعہ کے دن اذان اوّل دینے کا حکم صادر فرمایا۔

(۶)۔ موذنوں کی تنخواہیں مقرر فرمائیں۔

(۷)۔ آپ ہی نے سب سے اوّل لوگوں کو خود زکوٰۃ نکالنے کا حکم دیا۔

(۸)۔ سب سے اوّل پولیس اور اس کے عہدیدار مقرر فرمائے۔

(۹)۔ سب سے اوّل مسجد میں اپنے لئے ایک مقصورہ (   ) تعمیر کرایا۔

(۱۰)۔ آپ ہی نے سب سے پہلے مع اہل وعیال راہ خدا میں ہجرت کی۔

(۱۱)۔ آپ ہی نے تمام مسلمانوں کو سب سے اوّل ایک ہی قراءت قرآن پر جمع فرمایا۔

(۱۲)۔ ابن عساکر حکیم بن عباد ابن حنیف سے روایت کرتے ہیں کہ اوّلاً آپ ہی کے زمانے میں غنیمت کے مال ومتاع کی اتنی کثرت ہوئی لوگ فکر معاش سے بے فکر ہو کر کبوتر اڑانے اور غلیل چلانے میں مصروف رہنے لگے۔چنانچہ آپ نے مسلمانوں کو اس کام سے روکنے کیلئے بنی لیث کے

ایک شخص کا اپنی خلافت کے آٹھویں سال تقرر فرمایا۔ جس نے کبوتروں کو پر قینچ کر دیا اور غلیلوں کو توڑ ڈالا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں انتقال فرمانے والے مشاہیر

(۱)۔سراقہ بن مالک بن جعشم۔(۲)۔جبار بن صخر۔(۳)۔حاتم ابن ابی بلتعہ۔

(۴)۔عیاض بن ظہیر۔(۵)۔ابواسید الساعدی۔(۶)۔اوس بن صامت۔

(۷)۔حرث بن نوفل۔(۸)۔عبداللہ بن حذافہ۔(۹)۔زید بن خارجہ۔

(۱۰)۔لبید شاعر۔(۱۱)۔حضرت سعید کے والد مسیب۔(۱۲)۔معاذ بن عمرو بن الجموع۔

(۱۳)۔لبید بن العباس۔(۱۴)۔معیقیب بن ابی فاطمہ الدوسی۔

(۱۵)۔ابولبابہ بن عبدالمنذر۔(۱۶)۔نعیم بن مسعود الاشجعی۔

ان حضرات کے علاوہ اور بہت سے صحابہ کرام اور تابعین کا انتقال بھی آپ کے عہد خلافت میں ہوا۔[1]

صحابہ کرام کا شہادت عثمانی پر تاسف

☆ حضرت عبداللہ بن سلام نے فرمایا کہ لوگوں نے قتل عثمان رضی اللہ عنہ کے ذریعے اپنے اوپر ایک فتنے کا دروازہ کھول لیا ہے، جو قیامت تک بند نہ ہو سکے گا۔

(الاستیعاب معہ الاصابہ ص ۸۴ جلد ۳)

☆ ایک دوسرے صحابی ابوحمید الساعدی (جو بدری صحابہ میں سے تھے) اس واقعہ کے تاثرات کا یوں اظہار کرتے ہیں۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو یوں کہتے تھے کہ اللہ! تیری رضا کی خاطر میں نے اپنے اوپر لازم کر لیا کہ فلاں فلاں بات نہیں کروں گا، ہنسی اور مذاق بھی نہیں کروں گا، حتیٰ کہ مجھ پر موت آ جائے۔

(طبقات ابن سعد، تحت ذکر ما قال اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

[1] تاریخ الخلفاء از سیوطی، اقتباس الانوار از شیخ محمد اکرم قدوسی، تاریخ اسلام از صاحبزادہ عبدالرسول، جمع الفوائد از علامہ محمد بن محمد بن سلیمان الفاسی المغربی (م ۱۰۹۴) مشکوٰۃ، ترمذی، نسائی، طبقات ابن سعد۔

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب شہید ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے افسوس اور تاسف کرتے ہوئے فرمایا کہ جب سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے، میں نے کھانا سیر ہو کر نہیں کھایا۔

(کتاب نسب قریش صفحہ ۱۰۲) لمصعب زبیری متوفی ۲۳۶ھ)

بشارات واشارات

(۱)۔ موسیٰ بن عقبہ نے ابوحبیبہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جس وقت محصور تھے میں اس وقت حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا ایک رقعہ لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ جس وقت میں نے رقعہ پیش کیا تو اس وقت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی کے پاس موجود تھے۔ ابوہریرہ فرمانے لگے میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میرے بعد فتنے اور حوادث ہوں گے۔

.........ہم نے عرض کیا، یارسول اللہ! ان فتنوں اور حوادث سے نجات کہاں ملے گی؟ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس ایماندار شخص اور اس کی پارٹی کے ساتھ رہنا باعث نجات ہوگا یعنی اس دور کے مسائل میں عثمان غنی امت کے امین ہیں اور ان کا گروہ حق پر ہے۔ اور ان کی حمایت میں نجات وفلاح ہے۔

(البدایہ لابن بن کثیر ص ۲۰۹ جلد ۲)

(۲)۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مقام میں تشریف فرما تھے......... ایک شخص نے آ کر حاضر ہونے کی اجازت طلب کی تو حضور صلی اللہ علیہ نے ابوموسیٰ الاشعری کو فرمایا کہ اس کیلئے دروازہ کھول دو اور اس کو جنت کی خوشخبری سنا دو۔ (دروازہ کھولا گیا تو وہ عثمان بن عفان تھے ان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان (بشارت جنت) کی اطلاع دی گئی) پس انہوں نے خدا کی حمد وثنا کی اور پھر کہا کہ اللہ ہی سے مدد لی گئی ہے اور وہی مدد کرنے والا ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۵۶۳ بحوالہ بخاری ومسلم باب ھؤلاء الثلاثۃ الفصل الاول)

(۳)۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک

دفعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پیش گوئی کے طور پر فرمایا کہ اے عثمان رضی اللہ عنہ! امید ہے کہ تجھے اللہ ایک قمیص (یعنی قمیص خلافت) پہنائے گا۔ اگر لوگ اس قمیص کو تجھ سے اتارنا چاہئیں تو ان کے کہنے پر قمیص نہ اتارنا۔

(مشکوٰۃ ص ۵۶۲ باب مناقب عثمان الفصل الثانی)

بعض صحابہ کرام کا مسجد نبوی اور دوسری مساجد مدینہ کے ائمہ کرام کے پیچھے نماز نہ پڑھنا

علامہ بدر الدین عینی حنفی (متوفی ۸۵۵ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

''حضرت سیدنا عثمان غنی کی شہادت کے زمانے میں بہت سے صحابہ کرام اس وقت کے امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے گریز کرتے تھے کہ کہیں شہادت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہ بھی شامل نہ ہو''۔ (خلافت علی رضی اللہ عنہ سے پہلے کا واقعہ ہے)۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ص ۲۳۱ جلد ۵ طبع مصر)

الحمد للہ رب العالمین

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ط

الحمد لله منشئ الخلق من عدم

ثم الصلاة على المختار في القدم